RS:3/-

ہفت روزہ

الجمعیۃ

نئی دہلی

جلد ۱۵ شمارہ [illegible] یکم تا ۷ نومبر ۲۰۰۲ء ۲۵ شعبان تا یکم رمضان [illegible]

مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لئے بال ٹھاکرے کے

فدائی دستے

مہاراشٹر کی دیشمکھ سرکار خاموش کیوں؟

یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف تو بال ٹھاکرے کھلے عام دستور ہند پر حملہ کر رہا ہے اور دوسری طرف ہماری مرکزی و ریاستی حکومتیں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں —— محمد سالم جامعی

اب یہ بات کوئی راز نہیں رہ گئی ہے کہ ہندوستان میں بعض لوگ اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے سرخیوں میں رہنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ [illegible]

کی بھی ہمیں امید نہیں تھی جواب ایک [illegible] [illegible]

[illegible]

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ

جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے گجرات کے ۵۷۵ فساد زدگان کو مکانات حوالے کئے

[illegible]

بوسنیا میں اسلام کی بنیاد بڑی حد تک مضبوط ہے

بوسنیا کے مفتی اعظم جناب ڈاکٹر مصطفیٰ سیرس کے ایک انٹرویو پر مبنی مضمون کی تلخیص

[illegible]

بوسنیا میں مسلمانوں کی موجودگی کے بارے میں مفتی اعظم بوسنیا نے کہا کہ بلقان جزیرہ نما اور اناطولیہ کے مسلمان تقریباً ۸ سو برس تک ایک ساتھ رہتے رہے اور بعد میں جدا ہو گئے۔ حالانکہ چار صدیاں کسی بھی اپنی شناخت بنانے کے لیے کافی ہوتی ہیں لیکن سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس حد میں اپنا جسمانی وجود قائم رکھنے کیلئے بڑی زبردست جدوجہد کرنی پڑی۔ گزشتہ چار صدیوں سے وہ ایک لگاتار ٹکراؤ کے ماحول میں جیتے رہے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

دس میں قرآن کریم حفظ کرنے پر قید کی مدت میں تخفیف کا فیصلہ

[illegible]

آزادی اور ذمہ داری

[illegible]

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جارحیت

[illegible]

بوسنیا ہرزیگوینا کے مسلمان

[illegible]

عراق میں بین الاقوامی سیکورٹی کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے

[illegible]

افغانستان کو اعلان شدہ امدادی رقم اب تک نہیں ملی

[illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

گجرات میں جمعیۃ علماء ہند کی باز آبادکاری مہم

ہندستان کی ملی تاریخ میں صرف جمعیۃ علماء ہند اور اس کی قیادت کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ جب بھی کبھی ملک وملت پر کوئی برا وقت آیا اس نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا اور ملک وملت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ ۱۸۵۷ء میں جب ملک انگریزی سامراج کی غلامی کا شکار ہو گیا تو یہ جمعیۃ علماء ہند کے روحانی اسلاف کبار ہی تھے جنھوں نے اپنے اپنے مقامات پر انفرادی اور اجتماعی طور پر انگریزی سامراج کا مقابلہ کیا اور اسے یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا کہ ہندستان کے عوام بہت زیادہ دنوں تک انگریز کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے نہیں رہ سکتے۔ ۱۸۵۷ء کا مسلح جہاد آزادی، ۱۸۶۷ء میں مسلح جہاد آزادی کے متبادل کے طور پر دارالعلوم دیوبند کا قیام، پھر دارالعلوم دیوبند کے فرزندوں کی انگریزی سامراج کے خلاف علمی وعملی جدوجہد اور ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علماء ہند کے باقاعدہ قیام کے بعد ملک کے تمام لوگوں کو بلا امتیاز مذہب و ملت ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے عدم تشدد کی بنیاد پر انگریز مخالف تحریک، وہ تمام عنوانات ہیں جو ہندستان کی قومی وملی تاریخ میں جمعیۃ علماء ہند کی خدمات جلیلہ کا طرۂ امتیاز کہے جا سکتے ہیں۔ یہی سرفروشان ملت کی وہ جماعت ہے جس نے سب سے پہلے اس وقت ملک کی مکمل آزادی کا مطالبہ کیا تھا، جب ملک کی دوسری سیاسی وغیر سیاسی تنظیمیں صرف بعض مخصوص مراعات کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ اس دوران اس نے ملی مسائل پر بھی خاموشی اختیار نہیں کی اور جب جب مسلمانوں کے دینی، شرعی، معاشرتی اور سماجی مسائل پر انگریزی سامراج نے شبخون مارنے کی کوشش کی جمعیۃ علماء ہند اور اس کی جانباز قیادت نے انتہائی بے جگری کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ کانگریس سے سیاسی معاملات بالخصوص ملک کی آزادی کے لیے اشتراک عمل کے باوجود یہ جمعیۃ علماء ہند ہی تھی جس نے کانگریس کے اس نہرو فارمولے کو یک جنبش قلم مسترد کر دیا تھا جس میں مسلمانوں کے دینی ومذہبی مسائل کے تحفظ کی بات فراموش کر دی گئی تھی اور پھر یہ اشتراک عمل اس وقت تک نہیں کیا گیا جب تک کانگریس نے اس فارمولے کو لاہور کے اپنے اجلاس میں واپس نہیں لے لیا۔

ملک آزاد ہوا فرقہ پرستوں کی بن آئی۔ انھوں نے ملک کے طول وعرض میں خون کی ندیاں بہانا شروع کر دیں۔ یہ جمعیۃ علماء ہند ہی تھی جس نے حکومت کا قلم پکڑ کر مجبور کر دیا کہ وہ خون کے اس دریا کو روکے۔ فسادات کے بعد کسٹوڈین کی بلا نے مسلمانوں کو آ گھیرا۔ آریہ سماجی اردو کا علم لے کر کھڑے ہو گئے۔ سرکاری نصاب تعلیم کو ہندو دیوی دیوتاؤں کے فرضی من گھڑت اور اسلام مخالف پروپیگنڈے سے بھر دیا گیا۔ کہیں وندے ماترم کا جھگڑا کھڑا کیا گیا اور کہیں مسلم بچوں کو دھرتی کی پوجا کرنے پر مجبور کیا جانے لگا۔ اردو کو قہر کا نشانہ بنایا گیا۔ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار پر وار کیے گئے۔ مسلم پرسنل لاء کے خلاف اشتعال انگیزی کی جانے لگی۔ پورے ملک میں فسادات کی سیریز شروع کر دی گئی۔ بابری مسجد منہدم کر دی گئی اور آج مسلمانوں کے دینی تشخص کی علامت دینی مدارس پر نشانہ سادھا جا رہا ہے۔ ذرا تاریخ پر نظر ڈال کر اور دل کی گہرائیوں سے سوچ کر بتائیے کہ آزادی کے بعد کے گزرے ہوئے ان پچپن سالوں میں وہ کونسی ملی تنظیم ہے جس نے آگے بڑھ کر ان تمام حالات کا مقابلہ کیا اور بد سے بدتر حالات میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ یہ جمعیۃ علماء ہند ہی تھی جس نے تقسیم وطن کے نتیجے میں رونما ہونے والے فسادات کے خلاف مورچہ بندی کی۔ کسٹوڈین کے ظالمانہ قانون کے خلاف آواز اٹھائی۔ اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دلانے کے لیے لاکھوں لاکھ دستخط کرا کے راشٹرپتی بھون بھجوائے۔ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کی بحالی کے لیے حکومت کو مجبور کیا۔ ملک میں فرقہ وارانہ فضا درست کرنے کے لیے مکمل پیمانہ پر جدوجہد کی۔ مسلم پرسنل لاء کی حفاظت کے لیے موثر قدم اٹھائے۔ بابری مسجد کے تحفظ کیلئے عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹایا اور آج بھی جمعیۃ علماء ہند دینی مدارس کے تعلق سے فرقہ پرستوں کے بیہودہ پروپیگنڈہ کا بھرپور مقابلہ کرنے کے لیے میدان عمل میں موجود ہے اور انشاء اللہ اس وقت تک موجود رہے گی جب تک فرقہ پرست طاقتیں اپنی شکست تسلیم نہیں کر لیتیں۔

جمعیۃ علماء ہند کی خدمات کا یہ ایک رخ ہے۔ اس کا دوسرا رخ اس کا وہ تعمیری پروگرام ہے جس کے تحت سماجی، اقتصادی اور دینی حلقوں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ [illegible] قوم وملت کی خدمت، پسماندہ افراد کے معیار کی بلندی، اصلاح معاشرہ وغیرہ ایسے امور ہیں جو جمعیۃ علماء ہند کے مستقل وظائف ہیں۔ اقتصادی اداروں اور مسلم فنڈ وغیرہ کا قیام بھی جمعیۃ علماء ہند کا خصوصی امتیاز ہے۔ اسی طرح دینی وسماجی حلقوں کا قیام، دینی واخلاقی اصلاح اور دینی ومذہبی لٹریچر کی تیاری جمعیۃ علماء ہند کے وہ کام ہیں جن کا سلسلہ مستقل اور مسلسل جاری ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا ایک طرۂ امتیاز یہ بھی ہے کہ اگر خدانخواستہ کہیں مسلمانوں کی جان و مال پر کوئی تباہی وبربادی آ جاتی ہے بالخصوص فرقہ وارانہ فسادات کے موقع پر جمعیۃ علماء ہند [illegible] امداد و اعانت، گرفتار شدگان کی ضمانت و دیگر مقدمات کی پیروی اور لٹے پٹے مسلمانوں کی بازآبادکاری کو انتہائی اہمیت کے ساتھ سرانجام دیتی ہے۔ آزادی کے بعد کوئی ایک بھی فساد ایسا نہیں [illegible] کہ جمعیۃ علماء ہند نے اپنے اس فرض منصبی میں کوئی کوتاہی اختیار کی ہو۔

گذشتہ پچپن سالوں کے دوران ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کو چھوڑ دیجئے اور اگر آپ صرف اسی سال کے بھیانک گجرات فساد کا جائزہ لیں تو آپ اس میدان میں جمعیۃ علماء ہند کی کارکردگی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۲۷ فروری کے گودھرا واقعہ کے جواب میں پورے گجرات میں مسلم اقلیت کو جس طرح چن چن کر تباہ وبرباد کیا گیا اس سے ہر شخص واقف ہے۔ ہزاروں بے قصور اور نہتے مسلمانوں کو زندہ جلا کر مار ڈالا گیا۔ ایک لاکھ سے زائد بے قصور بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور جوانوں کو ان کے گھروں سے اجاڑ کر بے خانماں برباد کر کے ریلیف کیمپوں میں رہنے پر مجبور کر دیا گیا ان میں سے ہزاروں لوگ آج بھی کیمپوں میں بے یارومددگار پڑے ہوئے ہیں۔ دس ہزار کروڑ روپے سے زائد کی املاک و جائداد لوٹ کر جلا دی گئی ہیں۔ گجرات کی اس [illegible] صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے الحمدللہ جمعیۃ علماء ہند اور اس کی فعال ومتحرک قیادت پہلے ہی دن سے [illegible] طاقت ووسعت کے مطابق [illegible] مسلمانوں کی اعانت میں مشغول ہے۔

گجرات میں فسادات شروع ہوتے ہی جمعیۃ علماء ہند نے اپنے مخلص کارکنوں کی ایک بڑی تعداد کو میدان میں اتار دیا تھا [illegible] آج گجرات میں جمعیۃ علماء ہند [illegible] جمعیۃ علماء ہند کے [illegible] فساد زدہ علاقوں [illegible] لوگوں [illegible] ضرورت مندوں کو کھانے، کپڑے [illegible] گرفتار شدگان کی [illegible] ریلیف کیمپوں [illegible] ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام [illegible] جمعیۃ علماء ہند [illegible] بازآبادکاری کیلئے [illegible]

[illegible] چلائے ہوئے ہیں۔

گجرات کے آٹھ اضلاع میں [illegible] بستیوں، قصبوں و دیہات کے تین ہزار [illegible] خاندانوں کی بازآبادکاری کا ایک بڑا کام اس وقت جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام جاری ہے۔ جمعیۃ علماء ہند نے ان لوگوں کے لیے جو خوف و ہراس یا مقامی فرقہ پرستوں کی رکاوٹ کی وجہ سے اپنے گاؤں نہیں جا پا رہے ہیں [illegible] نئی کالونیاں بھی تعمیر کی ہیں جن کو انتساب جمعیۃ علماء ہند کے اکابر و اسلاف کے ناموں کی طرف کیا گیا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند نے اب تک عبوری راحت، طبی سہولیات، فراہمی روزگار [illegible] تعمیر و مرمت مساجد [illegible] مکانات کی تعمیر و مرمت اور [illegible] کروڑ روپے سے اوپر خرچ کر چکی ہے۔ [illegible] اخراجات کا مجموعی تخمینہ تقریباً ساڑھے [illegible] کروڑ روپے ہے۔

عبوری راحت پروگرام کے تحت اب تک ساڑھے [illegible] کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ [illegible] ہزار خاندانوں کو [illegible] راشن دیا گیا [illegible] خاندانوں کو [illegible] ضروری اسباب [illegible] تقسیم کی گئیں [illegible] رمضان المبارک میں [illegible] ہزار خاندانوں کے لیے افطار و سحر کا انتظام کیا گیا ہے۔

طبی سہولیات کے ضمن میں اب تک [illegible] لاکھ روپے سے زائد رقم خرچ کی جا چکی ہے [illegible] احمد آباد میں [illegible] ہسپتال [illegible] جمعیۃ علماء ہند کے منصوبوں میں شامل ہیں [illegible] اخراجات کا تخمینہ تقریباً [illegible] کروڑ روپے [illegible] یہ تمام سلسلے ابھی جاری ہیں۔

اس سے پیشتر جب ۲۶ جنوری ۲۰۰۱ء میں تاریخ کے بدترین زلزلہ نے ریاست گجرات کے [illegible] اس وقت بھی جمعیۃ علماء ہند نے بازآبادکاری اور راحت کاری [illegible] اب جہاں گجرات کے فساد زدہ علاقوں میں جمعیۃ علماء ہند کی بازآبادکاری مہم جاری ہے وہیں [illegible] زلزلہ زدہ علاقے [illegible]

جمعیۃ علماء ہند کی اس [illegible] جد وجہد میں ملک کے [illegible] جمعیۃ علماء ہند کی فعال و متحرک قیادت بالخصوص جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی [illegible] اور [illegible] جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا محمود مدنی [illegible]

جمعیۃ علماء ہند کے مرکزی وصوبائی دفتر [illegible] جناب [illegible] صدیقی صاحب [illegible] جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء [illegible]

(باقی صفحہ [illegible] پر)

بی جے پی کو جموں مورچہ سے نہیں نیشنل کانفرنس کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے

مایاوتی سے ہمارا اتحاد کامیاب ہے

گجرات میں جیت ہماری ہوگی

بی جے پی کو اپنے محاسبہ کی ضرورت نہیں ہے

بی جے پی کے جنرل سکریٹری اور سابق وزیر قانون ارن جیٹلی کا انٹرویو

بی جے پی کے جنرل سکریٹری ارون جیٹلی ایسے نوجوان لیڈروں میں سے ہیں جنہوں نے بی جے پی کو مضبوط بنانے کیلئے حکومت میں رہتے ہوئے بھی پارٹی میں آگے نہیں بڑھا۔ معروف وکیل اور سابق مرکزی وزیر قانون کو حکومت کی طرف سے مسئلہ کشمیر کے بارے میں مذاکرات کار بھی مقرر کیا گیا۔ پیش ہے ان سے کی گئی بات چیت کے اہم اقتباسات

▪ اتر پردیش میں مایاوتی کے ذریعہ دس ممبران اسمبلی کو نااہل قرار دیے جانے کے بعد جو وہاں پر ہنگامہ ہو رہا ہے۔ خود بی جے پی کے ایم ایل اے ادھر بیٹھے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ کیا کہنا ہے؟

▪ سیاست میں لیڈروں کا اپنے عزائم رکھنا فطری بات ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ انتظامیہ نہایت چست درست ہو جب مل جل کر حکومت چلائی ہو تو ممبران اسمبلی کی تعداد کے حساب سے فیصلہ ہونے کا اصول بھی عمل ہو سکتا۔ مہاراشٹر کی مثال ہمارے سامنے ہے سیاسی طور پر چھوٹی کابینہ رکھ پانا ممکن نہیں ہو پاتا۔ جب بڑی کابینہ بنتی ہے تو سب کی امید جاگ جاتی ہے کہ انہیں بھی وزیر بنایا جائے گا لیکن ظاہر ہے کہ سب کو موقع نہیں دیا جا سکتا۔ ایسے میں سیاسی پارٹیوں اور وزراء اعلیٰ کے سامنے مسائل پیدا ہونا فطری ہے۔ کابینہ بناتے ہوئے سیاسی اور سماجی توازن کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے علاقائی نمائندگی بھی سامنے رکھنی پڑتی ہے۔ اس صورت میں ہم کو ممبران اسمبلی سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنی توقعات کی حدود خود مقرر کریں۔

▪ لیکن اتر پردیش بی جے پی میں یہ خیال تقویت حاصل کرتا جا رہا ہے کہ مایاوتی کو دی گئی حمایت پارٹی کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی؟

▪ جس طرح سے حکومت چل رہی ہے اسے دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے دونوں پارٹیوں کے درمیان کوئی کشیدگی نہیں ہے ابھی تک گٹھ جوڑ کا تجربہ کامیاب رہا ہے ہمیں اس کا سیاسی فائدہ ہوگا۔

▪ کانگریس ایک ایک کرکے ریاستوں میں اپنی حکومت بنتی جا رہی ہے بی جے پی سمٹتی جا رہی ہے کیا یہ؟

▪ ریاستوں میں کانگریس کو ملی سبقت کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں وہ جیت رہی ہے۔ حال تو یہ ہے کہ جہاں ریاستی حکومتیں زیادہ بنی ہیں۔ عوام ریاستی حکومتوں سے ترجیح رکھتے ہیں جب وہ پوری نہیں ہوتیں تو ان کی ناراضگی بڑھتی ہے۔ جموں کشمیر میں بھی نیشنل کانفرنس اسی لیے ہاری۔ وہاں نیشنل کانفرنس مخالف ماحول تھا اسی وجہ سے ہم بھی ہارے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کانگریس وہاں جیت گئی ہوئی یا سونیا گاندھی کی وجہ سے ان کو ووٹ ملے ہیں۔

▪ جموں ریاستی مورچہ نے بی جے پی کو کتنا نقصان پہنچایا؟ سیاست میں تو پارٹی کا صفایا ہو گیا ہے۔

▪ جموں ریاستی مورچہ اس لیے بنایا گیا تھا کیونکہ اس علاقہ میں لوگوں کو محسوس ہو رہا تھا کہ ان کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ اس حالت سے وہ جموں کو نکالنا چاہتے تھے ان کے اس مطالبہ سے ہم متفق تھے حالانکہ ہم ان کی اس مانگ کے خلاف تھے کہ جموں کشمیر کے تین حصے کر دیے جائیں۔ مورچہ بنا تھا، بہرحال اس کے انتخابی نتائج بھی الگ تھے مورچہ اچھا اثر نہیں دکھا پایا، ہمارا خیال ہے کہ بی جے پی کو جموں مورچہ سے نہیں نیشنل کانفرنس کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے۔

▪ کیا گجرات میں بھی بی جے پی کا صفایا تو نہیں ہو جائے گا؟

▪ بہت جلدی یہ پتہ چل جائے گا۔ انتخابات جلدی کرا دیجئے نتیجہ سامنے آ جائے گا۔

▪ سنگھ پریوار حکومت کی پالیسیوں سے اتفاق نہیں کرتا وہ کھلے عام حکومت پر تنقید کر رہا ہے اس بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

▪ اس بارے میں دو موضوعات ہیں۔ ایک موضوع دہشت گردی ہے اس سے نپٹنے کے طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ دہشت گردی کے نظریہ سے لڑیں اور اس بات کو بھی مانیں کہ کیونکہ کوئی بھی اس پر حاوی ہو رہا ہو کہ پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے۔ اقتصادی محاذ پر دہشت گردی سے لڑا جائے وہاں کے لوگ جو کر سکتے ہیں کریں۔ دوسرا موضوع حکومت کی اقتصادی پالیسیوں کا ہے۔ حکومت اور سنگھ اپنی اپنی بات کہتے ہیں کہ اہم اپنی بات کہیں گے۔ ہمیں معیشت کے بارے میں سوچنا ہوگا یہ نہیں ہے کہ سب کچھ بی جے پی اور سنگھ میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ سنگھ سودیشی کی بات کرتا ہے۔ آج جو ملٹی نیشنل کمپنیاں آ رہی ہیں حکومت اور سودیشی اپنی اپنی بات کہتے ہیں لیکن ہمیں اپنی سوچ کو بہتر بنانا ہوگا۔ سنگھ اور بی جے پی میں اتنے زیادہ اختلاف نہیں ہیں۔ سودیشی کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے اپنے ہندوستان کے بارے میں سوچیں۔ اب آپ یہ دیکھیں گے کہ حکومت کی کوششیں ہیں کہ معیشت کو بہتر کیا جائے کہ کون طرح سے اس کا خاتمہ ہو گا۔

▪ لیکن اس سے متوسط طبقہ کافی ناراض ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس سے آہستہ آہستہ مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

▪ کوئی بھی معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے سخت فیصلے بھی کرنے پڑتے ہیں اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے لیکن حکومت اور سیاسی پارٹیوں دونوں کو یہ احساس رہتا ہے کہ عوام کو دور نہ ہونے دیا جائے اس کے لیے کوشش جاری ہے۔

▪ کیا آپ کو ایسا نہیں لگتا کہ ہر شخص اپنے معاملے میں بی جے پی کو محاسبہ کی ضرورت ہے؟

▪ شخصی کوئی کمی نہیں ہے کوئی انتشار نہیں ہے۔ یہ تو میڈیا کی طرف سے ہوا ہے جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ کس طرح سے الیکٹرانک میڈیا کا ایک طبقہ بھی ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کر سکتا ہے۔ معاملہ مسئلہ کشمیر کے لیے پرسوں معاملہ کو سمجھا گیا لیکن کسی طرح کا کوئی تعلق رہا ہے۔ جو بنیادی ہے اس کو سمجھا گیا۔ بہرحال کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر ابھی بی جے پی کو محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔

▪ جموں کشمیر مسئلہ پر آپ ایک طرف مرکز کے مذاکرات کار ہیں دوسری طرف دہلی ہائی کورٹ جموں کشمیر سے بھی کافی سرگرم ہے۔ اس میں کوئی تضاد پیدا نہیں ہوتا۔

▪ دوسرے جو بات ہو رہی ہے وہ ان کی الگ ہے بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ ہماری جو بات چیت ہے اس میں کوئی تکرار نہیں ہے۔ ہم کسی طرح کی کوئی شرط نہیں رکھتے ہیں۔ ہماری بات چیت کا دائرہ الگ ہے۔ ریاست اور مرکز کے درمیان تعلقات کیسے ہوں اس پر غور کریں کے ریاستوں کے اختیارات ایک دوسرے سے متصادم نہ ہوں۔

▪ فاروق عبد اللہ اور نیشنل کانفرنس کے لیڈروں کا گزشتہ دنوں نامعلوم ہے کہ وہ اقتدار سے ہٹنے کے بعد اپنی زبان سے باز نہیں آ رہے۔ کیا اس مرتبہ بھی آپ ڈاکٹر فاروق عبد اللہ کے خلاف کارروائی کرنے پر غور کر رہے ہیں؟

▪ انتظار کیجئے اور دیکھئے۔ RR

کانگریس توڑ پھوڑ کے ذریعہ حکومت نہیں بنانا چاہتی

کانگریس کے لیڈر غلام نبی آزاد کا ایک انٹرویو

▪ جموں کشمیر میں حکومت بنانے کی کوششوں کے درمیان گورنر راج لاگو کیا گیا؟

▪ یہ افسوسناک ہے۔ کانگریس گورنر راج لگانے کے حق میں نہیں ہے۔ جموں کشمیر کے انتخابات میں عوام کے فیصلے کا احترام کرنا ضروری ہے۔ گورنر صاحب نے کانگریس سمیت دوسری پارٹیوں کو حکومت بنانے کے لیے ۱۴ اکتوبر تک کی مہلت دی تھی لیکن اس سے چار روز پہلے ہی گورنر راج کی نوبت آ گئی۔

▪ اب حکومت کب تک بنے گی؟

▪ حکومت بنانے میں ابھی کافی وقت نہیں لگے گا چند روز کے اندر جموں کشمیر میں حکومت بن جائے گی حالانکہ وقت کی مدت ہے لیکن کی جا سکتی اور مدتی اب ۱۴ اکتوبر کی آخری مدت ہے لیکن کانگریس حکومت بنانے کی کوشش جاری رکھے گی۔

▪ کیا آپ گورنر راج کے حق میں ہیں؟

▪ پہلے گورنر صاحب کہہ چکے ہیں کہ وہ جموں کشمیر میں جمہوری حکومت کے حامی ہیں۔ گورنر ایسے آدمی ہیں کہ ہمیشہ گورنر راج کو بھی اچھا نہیں مانا جاتا۔ اب گورنر نے کہا ہے کہ جب بھی حکومت بنانے کی صورت حال بنتی ہے تو ضروری ممبران اسمبلی کسی کے پاس ہوں تو وہ حکومت بنا سکتا ہے۔

▪ جموں کشمیر میں حکومت نہ بننے سے پڑوسی پاکستان ہندوستان کے خلاف پروپیگنڈہ کر سکتا ہے۔

▪ پاکستان کو چھوڑیے، پاکستان کا اپنا گھر ٹھیک نہیں ہے۔ وہاں انتخابات ہوئے لیکن کوئی بھی پارٹی اکثریت حاصل نہیں کر سکی۔ جہاں تک جموں کشمیر کا تعلق ہے یہاں کے لوگ ایک حکومت چاہتے ہیں۔ اس وقت تو نیشنل کانفرنس کو اقتدار چھنتے سے پیدا ہوئے حوصلے ٹوٹ گئے ہیں۔

▪ آپ مفتی محمد سعید صاحب کو کیسے راضی کریں گے ان کی دلیل ہے کہ عوام نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے؟

▪ جموں کشمیر ایک اکائی ہے۔ اس کو بانٹ کر نہیں دیکھا جا سکتا۔ وادی میں پی ڈی پی کو سولہ سیٹیں ملی ہیں۔ کل جموں میں سے تین سیٹیں ملی ہیں۔ کانگریس کو وادی میں بھی سیٹیں ملی ہیں جموں میں بھی۔ وادی میں اگر نیشنل کانفرنس کو زیادہ سیٹیں ملیں تو کیا یہ مان لیا جائے کہ عوام کا فیصلہ نیشنل کانفرنس کے حق میں ہے۔ کانگریس اور نیشنل کانفرنس کی موجودگی پوری ریاست میں ہے جبکہ پی ڈی پی ایک خاص علاقہ تک ہی محدود ہے۔ اس لیے ہم ان کی بات مانیں گے۔

▪ اگر آپ مفتی صاحب نے بھی حکومت بنانے کے لئے شرائط پیش کی ہیں؟

▪ جمہوریت میں کسی بھی سیاسی پارٹی کی اپنی

▪ پسند ہوتی ہے... حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے۔ کوئی ایک تنہا حکومت نہیں بنا سکتی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم آپس میں مل کر کام کریں۔ یہ فیصلہ ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

▪ کانگریس کس بنیاد پر حکومت بنانے کا دعویٰ کر رہی ہے؟

▪ اس وقت کانگریس اور اس کے معاونین کی تعداد تو تقریباً پچاس ہوتی ہے۔ جبکہ کئی لوگ سوال اٹھا رہے ہیں کہ حکومت سازی میں تعاون کریں گے۔ اس میں غلط کیا ہے کہ کانگریس نے مفتی محمد سعید صاحب کی پارٹی کیلئے نائب وزارت اعلیٰ کی پیشکش رکھی ہے۔

▪ مفتی محمد سعید صاحب کی پارٹی میں کوئی ٹوٹ کا امکان؟

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

میزان

عبدالحمید نعمانی

ہندوتو خود کی تلاش میں

[illegible]

Their religion forbaed voyages be cause Hinduism

[illegible]

گوشۂ روزگار

چارٹرڈ فائینشیل انالسٹ بنکر روزگار حاصل کریں

[illegible]

کاؤنس نوعیت

[illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

عالم اسلام

سوڈان کا پروازوں پر سے پابندی ہٹانے کا اعلان

مسلمان اسلحہ کو استعمال کرنے سے گریز کریں

امریکہ کے ساتھ تعاون

کویت میں ۱۹۹۱ء کی جنگ کے دوران عراقی قیدیوں کے لیے ۔۔۔ منظور

اسرائیل کا جواب — شہاب ایران

تسلیمہ نسرین کو ایک سال کی قید

باجپئی حکومت کے تین سال

طب یونانی

عالمی خبریں

کیا کھویا کیا پایا

کا مستقبل

کمیشن کے لیے جدت ضروری ہے

اسلامی فلسفہ تعلیم میں استاد اور طالب علم کے حقوق و مسائل

تحریر: ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی (پاکستان)

استاد اور شاگرد کا رشتہ علمی اور تہذیبی رشتہ ہے۔ اس رشتے میں جہاں تقدس اور پاکیزگی ہے وہاں احترام اور تعظیم کے جذبے کو بھی دخل ہے۔ اسلام میں فضیلت و امتیاز ہر لحاظ سے نام و نسب یا دولت و مال کی بنا پر نہیں بلکہ علم و استحقاق کی بنا پر ہے۔ استاد معاشرے کا سب سے زیادہ لائق احترام فرد ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا احترام لازم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ استاد کا منصب تعلیم و تبلیغ کا منصب ہے اس کا کام صرف درس ہی نہیں بلکہ وہ معلم اخلاق بھی ہوتا ہے اور حقائق و معارف کی کرنیں پر جلوہ افروز بھی ہے، تاکہ اس کے چشمہ فیض کا افادہ ہو اور وہ تعلیمات و تلقینات کو دوسروں تک

معاشرے کا تمام نیکی اور جانثاری وہ اوصاف ہیں جو دل کے حسن کہے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے نیکی کو زبان میں نیکی کو معروف اور بدی کو منکر کہا ہے۔ یعنی نیکی وہ ہے جسے سب بھلا جانتے ہیں اور منکر وہ ہے جسے کوئی بھی بھلائی کی حیثیت سے نہیں جانتا۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو استاد اور شاگرد کا رشتہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا رشتہ ہے۔ استاد کا فرض ہے کہ وہ شاگرد کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ زبان کی سچائی، دل کی سچائی اور عمل کی سچائی، وہ خوبیاں ہیں کہ اگر طلبا ان پر عمل پیرا ہوں تو ان کے عمل کے رجحان میں بھی داخل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح

دور کرنے والا اور ضعیف و بیمار کی مددگار (تواضع و انکساری، خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آنے کا جذبہ) وہ اوصاف ہیں جن کا اثر شاگرد کی سیرت و کردار پر پڑے گا۔ شاگرد میں عزت نفس، خودداری، شرم و حیا اور استقامت کی خوبیاں پیدا ہوں گی۔ اسی طرح شاگرد کا رشتہ ارفع شائستہ، مستحکم اور خوب سیرت و کردار کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جس سے اسلامی اجتماعی نظام کا پورا ڈھانچہ بنتا ہے۔

ایک استاد کی حیثیت ایک معلم اور واعظ کی بھی ہوتی ہے۔ ایک استاد اور شاگرد کا رشتہ اس بات سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے کہ وہ خدا سے ڈریں، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے اللہ ہی کے واسطے پیار کریں۔ ان کے سامنے زہد و تقویٰ، حسن اخلاق، توحید و صفات الٰہی، عذاب قبر اور خوف قیامت [illegible] اللہ کی یاد اور ذکر الٰہی سے استاد اور شاگرد کے رشتے میں تقدس آتا ہے۔ جن اساتذہ کے سامنے اللہ کے جلال و کبریائی کا جلوہ ہوتا ہے وہ درس کے دوران بھی اس کے خوف اور خشیت الٰہی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ دراصل یہی وہ راہ ہے جو اخلاص و محبت کی منزل تک پہنچاتی ہے اور طلبا میں عبودیت الٰہی اور ادب و احترام کے جذبے کو اجاگر کرتی ہے۔ قرآن مجید نے ایسے استاد کی خوبی بیان کرتے ہوئے کہا ہے

(ترجمہ) "جو ایمان لائے ہیں ان کو سب سے زیادہ اللہ سے پیار ہے۔"

استاد اور شاگرد کے رشتے میں تقویٰ کو اللہ ہی کو بھی دخل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی چیز طلبا میں عزم و استقلال اور جرأت و بیباکی پیدا کرتی ہے جو حصول علم کیلئے ضروری ہے۔ ایک طالب علم کی زندگی کا جوہر ہے کہ ایک طرف تو حصول علم اور جستجو کے جذبے سے سرشار ہو اور دوسری طرف تعلیم کی تکمیل

حوصلوں اور ان کے شعور کو خندہ پیشانی سے گوارا کرے اور یقین رکھے کہ انسان کا فرض صرف عمل ہے اور کامیابی و ناکامیابی کا اختیار کسی بالاتر ہستی کے ہاتھ میں ہے۔ جس طرح ماں باپ کی عزت، خدمت اور اطاعت اولاد پر واجب ہے اسی طرح ایک شاگرد پر استاد کی اطاعت ضروری ہے۔ کیونکہ استاد شاگردوں کے دل و دماغ کو علم و تہذیب کی روشنی سے منور کرتا ہے۔ طلبا فطرتاً معنوی اولاد ہوتے ہیں۔ استاد ان کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتا ہے ان کو جہالت، بد اخلاقی [illegible] سے

حق یہ ہے کہ اشرف المخلوقات میں استاد ہی ایک ایسی ہستی ہے جس کو سب سے زیادہ عزت حاصل ہے اور یہ عزت بالکل فطری ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان اپنے وجود میں خالق اکبر اور ماں باپ کے بعد جس کا ممنون ہے اس کا نام استاد ہے۔ استاد شاگرد کی ذہنی نشوونما اور تربیت کرتا ہے۔ شاگرد کو چاہئے کہ وہ استاد کی ان علوم اور تجربات کے ذریعے سے حاصل کی ہوئی [illegible] کی عزت و احترام کرے استاد کے سامنے ادب سے بیٹھے اس کی دعاؤں کو اپنے حق میں قبول

میں خاتم النبیین ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے خوب آراستہ و پیراستہ کیا مگر اس کے ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آ آ کر (اسے دیکھنے کیلئے) اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ یہ نقص بھی نہ رہتا) تو میں ہی خاتم النبیین ہوں (اور ایک روایت میں ہے تو میں نے آ کر اس اینٹ کی جگہ پُر کر دی) تو جیسے وہ مکان اور محل جو ہر طرح سے مکمل ہو چکا ہو اس میں اب کسی اور اینٹ کی گنجائش نہیں، اسی طرح میرے آنے کے بعد انبیاء کا سلسلہ مکمل ہو چکا اور اب کسی اور نبی کے آنے کا احتمال باقی نہیں رہا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ان میں ہر ایک اپنے متعلق دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں سب نبیوں کے آخر میں آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسلم)

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے موقع پر حضرت علیؓ کو (عورتوں اور بچوں کی دیکھ بھال کے لیے) پیچھے چھوڑ دیا (اور جنگ میں ساتھ نہ لے گئے) تو حضرت علیؓ نے آپ کی خدمت میں (حسرت سے) عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ نے (ان کی تسلی کے لیے) فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ نسبت حاصل ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی (اور اسی نسبت و تعلق ہی کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عدم موجودگی کے زمانے میں اپنی قوم کی نگرانی کے لیے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو انتخاب کیا تھا اسی طرح میں اپنی عدم موجودگی میں تمہارا انتخاب کرتا ہوں لیکن حضرت ہارون علیہ السلام نبی بھی تھے اس لیے کسی کو کوئی وہم ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت علیؓ کو نبوت بھی مل رہی ہو تو صاف صاف اس وہم کو دور کر دیا کہ) اگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبوت باقی نہیں اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہے۔" (بخاری و مسلم)

سمجھ سکے۔ اس تعلیم و ارشاد میں خشیت الٰہی، سادگی، تواضع اور اخلاق سب چیزیں اس دائرے میں آ جاتی ہیں۔

شریعت محمدی میں استاد اور شاگرد کے رشتے کو ایک حکمت کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقدس رشتہ ہے جس کے ذریعے تزکیہ نفوس اور حکمت یعنی اخلاق حسنہ کی تشکیل و تعمیر ہوتی ہے۔

ایک استاد اور شاگرد کے رشتے کی کسوٹی اس کا تقویٰ ہے۔ ایک استاد میں جتنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہوگی اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوگا اور استاد اور شاگرد کے رشتے کا تقدس بڑھے گا۔

استاد اور شاگرد کے رشتے کا اصل مقصد یہ ہے کہ استاد شاگرد کے سامنے خیر و شر، نیکی و بدی کو واضح کرے اور اس پر نیکی اور سچائی کی راہ کو آسان بنا دے۔ اس کا کام شاگرد کو نیکی کا راستہ دکھانا اور اس کی چشم بصیرت و عبرت کو کھولنا ہے تاکہ شاگرد خیر و شر اور اس کے آثار و نتائج جان سکے۔

انسان کے اندر اخلاقی حس ایک فطری حس ہے جس کی بنا پر وہ بعض صفات کو پسند اور بعض کو ناپسند کرتا ہے۔ سچائی، انصاف، ایفائے عہد اور دیانت کو ہمیشہ سے انسانی اخلاقیات میں تعریف کا مستحق سمجھا گیا ہے اور کبھی ایسا دور نہیں گزرا جب جھوٹ، دغا، ظلم اور احسان فراموشی کو پسند کیا گیا ہو۔ ہمدردی، فرض شناسی اور ایثار کی بنا پر طالب علم کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور خود غرضی، سنگدلی، تنگ نظری اور استاد کی توہین کرنے والے کو کبھی عزت کا مقام حاصل نہیں ہوا۔ [illegible]

منکرات میں جھوٹ، وعدہ خلافی، بدزبانی، دھوکا دہی، بے حیائی، بے وفائی، بدعہدی ایسی ہیں کہ اگر طلبا ان سے اجتناب کریں تو معاشرے میں پاکیزگی کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ دراصل استاد اور شاگرد کا رشتہ طہارت و پاکیزگی کا رشتہ ہے۔ اگر استاد پاکیزہ و پاک دامن، سچا، دیانتدار، عدل و انصاف سے کام لینے والا ہو

تابناک اور جاذب بنانے میں لگا رہے۔ اس لئے معاشرے میں استاد کا مرتبہ اتنا بلند ہے جتنا ماں باپ کا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہی اخلاق کی تکمیل کے لیے ہوئی ہے۔ انہوں نے استاد کی عزت اور اس کے احترام کی تاکید کی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطالعے سے معلوم

کہ جانا ایک طالب علم کی سعادت مندی ہے۔ استاد کے ساتھ حسن سلوک اور ادب و احترام ایک طالب علم کا فرض ہے۔

غرض استاد اور شاگرد کا رشتہ قابل قدر اور قابل فخر ہے۔ ماں باپ بچے کی صرف جسمانی پرورش اور نشوونما کرتے ہیں لیکن استاد شاگرد کی اخلاقی تربیت، ذہنی تعلیم اور دل کی نگہداشت کرتا ہے۔ وہ صورت کے علاوہ سیرت کی تعمیر کرتا ہے۔ [illegible] کی طرف سے اپنے شاگردوں کو عزیز رکھتا ہے۔ اچھا استاد اپنے شاگرد کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے ذہن کو پاک و صاف کرتا ہے۔ [illegible] کی تعلیم کے ساتھ کتاب و حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ یعنی وہ بچے کے ذہن کو دور کر کے اس میں [illegible] پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں "تزکیہ" کا مفہوم یہ ہے کہ اخلاق و اعمال کو درست اور صاف ستھرا بنایا جائے۔

غرض استاد اور شاگرد کا رشتہ اخلاقی رشتہ ہے۔ انسان کے باہمی معاملات اور تعلقات کو ہم اخلاق سے اور عبادات حقوق اللہ یعنی خدا کے حقوق ہیں۔

قرآن مجید کی مرتب تعلیمات میں اللہ کی اطاعت کو اگر ہے لیکن اسلامی تعلیمات میں استاد اور شاگرد کے رشتے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اس رشتے میں ایک قسم کا تقدس ہے اور یہ تقدیس و عقیدت پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ اس سے تعلیمی ماحول میں علم و ادب آتا ہے۔ اس لیے استاد اور شاگرد کو چاہئے کہ وہ اس رشتے کو پاک و صاف رکھیں تاکہ معاشرے میں طہارت و پاکیزگی کی فضا قائم رہے۔

دلّی۔ [illegible]

بڑے لیڈروں کی طرح ایڈوانی جی کی بھی اپنی ایک چوکڑی ہے

جب سے لال کرشن ایڈوانی نائب وزیر اعظم بنائے گئے ہیں ان کو کافی اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ این ڈی اے کی لیڈر شپ ٹاٹا جنرل کو پوچھنا ہی پڑتا ہے کہ وزیر اعظم کون ہے؟ اٹل جی یا ایڈوانی۔ نائب وزیر اعظم اب حکومت اور پارٹی میں اقتدار کا ایک دوسرا مرکز بن گئے ہیں۔ مشرقی دہلی سے زمین میں تقسیم کے معاملے کو لے کر انہیں کا فیصلہ آخری رہا ہے۔ اس کے علاوہ ان سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سوکر دی داگت سے بچنے والے معاملات پر ایجنسیوں کی نگرانی کریں۔

اب تو سیاسی، صحافتی اور تکنیکی ہر لحاظ پر ایڈوانی جی آگے نظر آتے ہیں۔ گزشتہ ہفتے ایک کتاب کا اجرا بھی وزیر اعظم کو کرنا تھا وہ بھی ایڈوانی جی نے ہی کیا ہے۔ طاقتور وزیر اکثر چوکڑیوں سے گھرے ہوئے ہوا کرتے ہیں۔ خود ایڈوانی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے آس پاس ایک چھوٹی سی جماعت ایسی ہے جس کا ان پر کافی اثر ہے لیکن اس قریبی جماعت میں مشہور و معروف سیاستداں یا انقلابی نوجوان نہیں ہیں بلکہ آر ایس ایس اور بی جے پی کے وہ افراد ہیں جن کی ایڈوانی خود ایڈوانی نے کی ہے۔ ان میں سے کچھ تو ایسے سیاسی عزائم رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کا ایڈوانی جی سے خصوصی تعلق ہے۔

ایڈوانی جی کا کہنا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتا ہوں جن میں کچھ تو آر ایس ایس کے نظریہ ساز ہیں اور کچھ صحافی۔ ان میں سے ایک ایس گورو مورتی بھی ہیں جو پیشے کے چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہیں انھوں نے سودیشی جاگرن منچ کا قیام کیا تھا وہ ان کو آر ایس ایس کے نہایت تیز اشخاص میں سے ایک مانا جاتا ہے جب گورو مورتی دہلی میں ہوتے ہیں تو ایڈوانی کے گھر ہی ٹھہرتے ہیں۔ گورو مورتی کہتے ہیں کہ ایڈوانی جی مجھ سے اس لیے خوش رہتے ہیں کیونکہ میں نے کبھی ان سے اپنے لیے کچھ نہیں مانگا۔ ۱۹۸۳ء سے میں نے کسی بھی ایسے کام میں دخل نہیں دیا ہے جو سرکاری دائرہ کار میں آتا ہے۔ میں نے اس بات کی بہت احتیاط کی ہے کہ میں اپنے لیے کچھ نہ کروں۔ جو کچھ سوچوں یا کروں صرف پارٹی کے لیے۔ ویسے بھی چنئی میں رہتے ہوئے میں حکومت کے اثر سے دور ہی رہتا ہوں۔

سنگھ پریوار میں زبردست اثر رکھنے والے گورو مورتی اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ ان کا ایڈوانی جی پر کچھ زیادہ اثر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو میں اس اثر کا غلط استعمال کرتا۔ میرا اثر تو بہت محدود ہے اور صرف پارٹی معاملات تک ہی ہے۔ جہاں تک میرا اپنا سوال ہے تو میں آر ایس ایس کے لیے وقف ہوں۔ بی جے پی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ایڈوانی جی کا بطور رہنما بے حد احترام کرتا ہوں۔ مجھے اقتدار میں حصہ بھی نہیں چاہئے۔ اسی وجہ سے میں نے راجیہ سبھا کی رکنیت بھی نہیں لی جو کہ آسانی سے مجھے مل سکتی تھی۔ ایڈوانی تو خود ہی بہت کچھ جانتے ہیں۔ پھر بھی کبھی کسی موضوع پر وہ مجھ سے مشورہ کر لیتے ہیں۔

گورو مورتی سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا ایڈوانی جی اپنی سخت امیج کو بدلنا چاہتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ اس کو جاننے کا کوئی طریقہ ہو تو کام ہو جائیں گے۔

ایڈوانی جی کے دوسرے قریبی ساتھی ترن وجے ہیں جو آر ایس ایس کے ترجمان "پانچ جنیہ" کے ایڈیٹر ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ سنگھ کے کشمیر کی تقسیم کے فارمولے کو مسترد کرنے کیلئے انھوں نے ہی ایڈوانی جی کو مشورہ دیا تھا۔ ایڈوانی کے سب سے زیادہ انٹرویو ترن وجے نے ہی لیے ہیں۔ وہ ان انٹرویوز پر مبنی ایک کتاب بھی شائع کرنے والے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جہاں اٹل بہاری واجپئی ایک پیدائشی عوامی لیڈر تھے وہیں ایڈوانی جی نے خود کو اپنی محنت اور صلاحیت سے عوامی لیڈر بنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایڈوانی جی کو دانشوروں اور صحافیوں میں گھرے رہنا پسند ہے کیونکہ وہ کتابوں اور ان پر تبصروں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ پچھلے سال میں نے ایڈوانی جی کو وی ایس نائپال کی مکمل تصانیف پر مشتمل ایک سیٹ پیش کیا تھا جسے انھوں نے بے حد پسند کیا ہے۔ خود ایڈوانی جی کا بھی کہنا ہے کہ مجھے مصنفین اور صحافیوں کا ساتھ اچھا لگتا ہے۔ کیونکہ مجھے بھی اس میدان سے دلچسپی رہی ہے اور میں نے اخبارات کیلئے کام بھی کیے ہیں۔ اب بھی جب بھی وقت ملتا ہے تو میں کتاب اور اخبار پڑھتا ہوں۔

معروف ہندی صحافی اور راجیہ سبھا کے ممبر دینا ناتھ مشرا ایڈوانی کو ۱۹۵۶ء سے جانتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کبھی عوام اور پارٹی کا موڈ جاننے کیلئے ایڈوانی جی ہمارے خیالات معلوم کرتے ہیں لیکن صرف ایک حد تک۔ پارٹی ان کو کوئی بھی متاثر نہیں کر سکتا۔ آخری فیصلہ وہ خود کرتے ہیں۔ ۱۱ برس تک ڈسپلن رکھنے والے آدمی ہیں۔ ان کے صحافی دوست اور راجیہ سبھا کے ممبر بلبیر پنج کا کہنا ہے کہ ایڈوانی صاحب ایک منظم انسان ہیں اور نہایت ضابطے کی زندگی جیتے ہیں۔ وہ خود میں ہمیشہ اصلاح کی گنجائش پاتے ہیں۔ ہر سال ان کی سیاست میں نکھار آتا جا رہا ہے۔ وہ کم کھانے اور کم سونے والے ہیں اس لیے ۷۵ سال کے ہونے کے بعد بھی ہم لوگوں سے زیادہ چاق و چوبند ہیں۔

ایڈوانی جی نے اپنے خصوصی اندرونی دائرے میں وزیر اعظم کے دفتر میں او ایس ڈی کی حیثیت سے کام کرنے والے سدھیندر کلکرنی کو بھی شامل کیا ہے۔ کلکرنی کی ملاقات ایڈوانی سے رتھ یاترا کے دوران ممبئی میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایڈوانی سے ان کے تعلقات بڑھتے چلے گئے اور وہ بی جے پی میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد سے کلکرنی پارٹی میں تیزی سے عروج حاصل ہوا اور وہ ایڈوانی کے معتمد بن گئے۔ اسی طرح ایک وقت روزنامہ انگریزی میگزین کے مینیجنگ ایڈیٹر سے بھی ایڈوانی کے کافی قریبی اور گہرے تعلقات ہیں۔ ایڈوانی کو یہ شرف حاصل ہے کہ انھوں نے انگریزی صحافیوں کو کافی حد تک بی جے پی کے قریب لا کھڑا کیا ہے۔

ایڈوانی کا جو یہ اندرونی دائرہ ہے اس کے درمیان ایڈوانی کے پرائیویٹ سکریٹری دیپک چوپڑا ہیں، وہ رام رتھ یاترا کے دنوں سے ایڈوانی کے ساتھ ہیں۔ اور ان کی حیثیت ایڈوانی جی کے گھر کے ایک فرد جیسی ہو گئی ہے۔ کوئی بھی شخص جو ایڈوانی سے ملنا چاہتا ہے اس کو دیپک کی مرضی حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہی کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ اثر ایڈوانی جی پر انھیں کا ہے۔ ◻◻

ملک و ملت بچاؤ تحریک

جمعیۃ علماء ہند کا انقلابی پروگرام

(تیسری قسط)

ڈاکٹر رشید الوحیدی

صبح کو ۱۰ بجے سے مسجد کے دفتر کالی مسجد نظام الدین میں چہل پہل شروع ہو جاتی ہے [illegible]

[illegible]

جمعیۃ علماء ہند کے وفد کا دورۂ سونی پت

رپورٹ: نعیم الدین قاسمی پرتاپ گڑھی

[illegible]

انتقال پرملال

[illegible]

دفتر جمعیۃ علماء ہند میں جمعیۃ علماء مالیر کوٹلہ پنجاب کا وفد وارد

[illegible]

نوٹس محکمۂ شرعیہ ضلع مظفر نگر یوپی

[illegible]

بقیہ : انٹرویو غلام نبی آزاد

بقیہ : لمحہ فکریہ

بقیہ : روداد

بقیہ : اداریہ

بقیہ : قرآنی

بقیہ : ملک و ملت بچاؤ تحریک

بقیہ : طب یونانی کا مستقبل

آج کا حکیم زیادہ جانکار ہے ڈاکٹر ایم صدیقی

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 28/29 Oct. 2002
1 - 7 November 2002
R. N. I. NO. – 38985/82
Postal Registration No. - DL - 11052/

گجرات قتل عام کے بعد ہندوستان میں سیکولرزم کے امکانات

جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے پروفیسر دیپانکر گپتا کی تجزیاتی تحریر

[illegible]

پاکستان کا منظر نامہ

تحریر : حامد میر

قومی و ریاستی اسمبلیوں میں مذہبی جماعتوں کی کامیابی

مشرف کے لئے لمحۂ فکریہ

[illegible]

(باقی صفحہ پر)

ہفت روزہ "الجمعیۃ" کے صفحات میں اضافہ

انتہائی مسرت کے ساتھ یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ ہم اپنے قارئین کے پیہم اصرار اور خواہش پر ہفت روزہ "الجمعیۃ" کے صفحات میں چار صفحات کا اضافہ کر رہے ہیں۔ اس طرح اب "الجمعیۃ" سولہ صفحات کا ہو جائے گا۔ اسی حساب سے اس کی قیمت میں دو روپے کا اضافہ کر کے پانچ روپے کی جارہی ہے۔ یہ تبدیلی شروعات انشاء اللہ ۸ رنومبر ۲۰۰۲ء کی خصوصی اشاعت "**استقبال رمضان نمبر**" سے ہوگی۔

اب ہفت روزہ "الجمعیۃ" کی شرح خریداری حسب ذیل ہوگی:

• صفحات 16 • قیمت فی شمارہ -/5 روپے • زر سالانہ -/200

قارئین و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں

رابطہ کے لیے: منیجر ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال، ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۰۲